اس شمارے میں

بیگ احساس	اداریہ	5
ڈاکٹر سید محی الدین قادری زورؔ	نقوشِ زورؔ	7
رانی اندرادیوی دھن راج گیرجی/اشرف رفیع	یادیں	8
قتیل شفائی	گھنگرو ٹوٹ گئے	11
اسلم مرزا	کتاب نورس میں چاند بی بی	19
عبدالرشید خان	منشی پریم چند کی مسلم دوستی	27
خالد حسینی/علی ظہیر	پتنگ باز	34
جمال اویسی	غزلیں/نظم: مری روح سے نہ حذر کرو!	47
اظہار وارثی	غزل/نظمیں: صحرائے بے اماں، ٹھہرا ہوا موسم	48
رؤف خیر	غزل/نظمیں: Euthanasia/(Mercy Killing)، یاد رکھنا	49
قاضی رئیس	غزلیں	50
بی ایس۔جین جوہرؔ، جوہر تما پوری	غزلیں	51
انور سلیم، مظہر محی الدین	غزلیں	52
نسیم بن آسی	ایک پیالی چائے	53
علی انجم رضوی	میڈیا ٹرائل	57
آفتاب احمد آفتاب	کشمکش	61
مریم الساعدی/ذکر الرحمٰن	چاندنی رات کا اعتراف	62
عابدؔ سہیل	مطالعہ: ''شام سے پہلے'' چند باتیں	65
رؤف خیر	نقد و نظر: ''خورشید احمد جامی''/علی ظہیر	67
صابر علی سیوانی	نقد و نظر: ''انجمن''/حسن الدین احمد	69
فضل اللہ مکرم	نقد و نظر: ڈاکٹر زورؔ کی وضاحتی کتابیات/ابرار الباقی	72
زینت ساجدہ	دکنی گیت	74
عاصمہ نزہت، رشید فیروز، نسیم سلطانہ، مدثر حسین، ڈاکٹر محمد الطاف، مرزا خلیل احمد بیگ، فیروز عابد	کیا وہ لکھیں گے جواب میں	77

راہِ مضمون تازہ بند نہیں
تا قیامت کھلا ہے بابِ سخن

اداریہ

ہماری زندگی کا ایک اور سال ختم ہوا اور نیا سال آ گیا۔ پچھلے برس کا جائزہ لیا جائے تو سیاسی اعتبار سے بڑی اتھل پتھل رہی۔ ادب کا سب سے بڑا خوش کن واقعہ پروفیسر شہریار کا گیان پیٹھ ایوارڈ حاصل کرنا ہے۔ نامور ادیب وصحافی عابد سہیل کو اُتر پردیش اردو اکادمی نے مجموعی خدمات پر پانچ لاکھ روپے دینے کا اعلان کیا۔ ساہتیہ اکادمی کا انعام نامور شاعر خلیل ماموں کو دیا گیا۔ عالمی فروغ اردو ایوارڈ' قطر مشہور شاعر وافسانہ نگار گلزار اور پاکستان کے ممتاز ادیب سید محمد کاظم کو دیا گیا۔ ہر سال کی طرح اس بار بھی غالب ایوارڈ کا اعلان کیا گیا۔ 2011ء میں فیضؔ اور مجازؔ کی صدی منائی گئی۔ فیض کی صدی جس دھوم دھام سے منائی گئی ویسی ہما ہمی مجازؔ کے سلسلے میں نہیں دیکھی گئی۔ فیضؔ پر کئی نمبر شائع کیے گئے۔ گوشے مختص کیے گئے۔ ڈاکٹر تقی عابدی نے 'فیض فہمی' کے عنوان سے ضخیم کتاب (1400 صفحات) مرتب کی۔ اشفاق حسین نے ''شیشوں کا مسیحا'' مرتب کی اس کتاب کی ضخامت بھی 1200 صفحات ہے۔ دونوں کا تعلق کینیڈا سے ہے۔ ساہتیہ اکادمی اور غالب انسٹی ٹیوٹ اور انجمن ترقی پسند مصنفین نے انٹرنیشنل سمینار منعقد کیے۔ مختلف ممالک سے مندوبین نے شرکت کی۔ فیض احمد فیضؔ کی صاحب زادیاں بھی ہندوستان تشریف لائیں۔ مجازؔ اس معاملے میں بھی خوش قسمت ثابت نہیں ہوئے۔ ان پر کوئی قابل ذکر انٹرنیشنل سمینار منعقد نہیں ہوا۔ 2012ء میں سعادت حسن منٹو کی صدی منائی جائے گی۔ منٹوؔ کے افسانوں کو ادب عالیہ کا حصہ تسلیم کیا جا چکا ہے۔ منٹو پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے لیکن کچھ زنگ آلود ذہن انھیں سمجھنے کا شعور نہیں رکھتے۔ منٹو کی کتاب 'دھواں' پر جب مقدمہ دائر ہوا تو انھوں نے عدالت میں جو تحریری بیان دیا اس میں لکھا ہے:

''کسی ادب پارے کے متعلق ایک معمولی رسالے کے ایڈیٹر ایک اشتہار فراہم کرنے والے اور ایک سرکاری مترجم کا فیصلہ صائب نہیں ہوسکتا۔ بہت ممکن ہے یہ تینوں کسی خاص اثر' کسی خاص غرض کے ماتحت اپنی رائے قائم کر رہے ہوں۔ اور پھر یہ

بھی ممکن ہے کہ یہ تینوں حضرات ایسی رائے دینے کے اہل ہی نہ ہوں۔ کیوں کہ کسی بڑے شاعر کسی بڑے افسانہ نگار کے افسانوں پر وہی آدمی تنقید کرسکتا ہے جو تنقید نگاری کے فن کے تمام عواقب سے آگاہ ہو‘ منٹو کو کسی کیس میں سزا نہیں ہوئی۔ نہ ان کے افسانوں کو فحش ثابت کیا جاسکا۔ اکثر حضرات عریانی اور فحاشی کے نازک فرق کو سمجھ نہیں پاتے۔ امید ہے منٹو کی صدی ان کے شایان شان منائی جائے گی اور منٹو کی تحریروں کا جائزہ نئے تنقیدی تقاضوں کے تحت لیا جائے گا۔ حیدرآباد میں عالمی اردو ایڈیٹرز کانفرنس کا انعقاد عمل میں آیا۔ جس میں پاکستان‘ کینیڈا اور امریکہ کے مندوبین نے شرکت کی۔ اس موقع پر ادارہ ادبیات اردو نے اخبارات کی نمائش کا اہتمام کیا۔

اس سال بہت سے ادیب وشاعر ہم سے بچھڑ گئے۔ خاص طور پر محمد منشا یاد‘ ساجد رشید‘ صلاح الدین پرویز اور فرید پربتی کی غیر متوقع موت سے ادب کا نقصان ہوا۔ حیدرآباد کے قدیر انصاری کا بھی انتقال اچانک ہی ہوا۔ ڈاکٹر راج بہادر گوڑ اور باجی جمیل النساء نے اس سال داعئ اجل کو لبیک کہا۔

مشہور شاعر وسیم بریلوی کا تقرر وائس چیرمین‘ قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کے عہدے پر کیا گیا۔ جناب زاہد علی خاں‘ صدر ادارہ کو ورلڈ ایڈیٹرس فورم کا صدر نشین منتخب کیا گیا۔ پروفیسر ایس۔ اے۔ شکور‘ معتمد عمومی ادارہ کو ایگزیکیٹیو آفیسر‘ آندھرا پردیش اسٹیٹ حج کمیٹی کی ذمہ داری سونپی گئی۔ ادارہ انھیں مبارکباد پیش کرتا ہے۔

ہم ’سب رس‘ کو خوب سے خوب تر بنانے کی ہر ممکنہ کوشش میں جٹے ہوئے ہیں۔ ہمارا یہ سفر کامیابی سے جاری ہے۔ سب رس ساری اردو دنیا میں پڑھا جاتا اور پسند کیا جاتا ہے۔

اس شمارے سے قتیل شفائی کی آپ بیتی ’’گھنگھرو ٹوٹ گئے‘‘ کو سلسلہ وار شائع کیا جارہا ہے۔ اسلم مرزا کا مضمون ’’کتاب نورس میں چاند بی بی‘‘ ایک معیاری تحقیقی مضمون ہے جو آپ کی توجہ چاہتا ہے۔ محترمہ اندرا دیوی دھن راج گیر جی کی ’’یادیں‘‘ کا سلسلہ بھی شامل کیا جارہا ہے۔ ’’پتنگ باز‘‘ دلچسپ مرحلہ میں داخل ہوگیا ہے۔ دیگر مضامین اور مستقل کالموں میں ’سب رس‘ کا معیار خاص طور پر ملحوظ رکھا گیا ہے۔

ہم امید کرتے ہیں کہ 2012ء کا جو آفتاب نو‘ طلوع ہوا ہے وہ اردو زبان وادب کے لیے مبارک ثابت ہوگا۔

قارئین کو نیا سال مبارک!!

بیگ احساس

نقوشِ زورؔ

میر تقی کے بعد غالباً مرزا غالبؔ اردو کے سب سے پہلے شاعر ہیں جنھوں نے اپنی مخصوص ذہنیت کے متعلق اپنے کلام میں علی الاعلان ذکر کر دیا ہو‘اس قسم کے کلام کا مطالعہ ظاہر کرتا ہے کہ غالب کی ذہنیت رشک کی طرف بہت زیادہ مائل تھی وہ رشک کو اپنا فرض منصبی سمجھتے تھے اور نہ صرف اپنا بلکہ ان کا خیال تھا کہ ہر عاشق مزاج کے لیے رشک لازمی ہے‘ وہ خود اپنے ہی دل و دیدہ کو ایک دوسرے سے رشک کرنے پر مجبور کرتے ہیں‘ وہ ایک پتھر سے بھی رشک کرتے ہیں‘ ان سے یہ تک بھی نہیں دیکھا جاتا کہ خود ان کا قاصد معشوق سے ان کے متعلق گفتگو کرے۔ اگر معشوق ان کی دیرینہ آرزو پوری کرنے کے لیے ان کے قتل پر آمادہ ہو کر خنجر بکف نکلتا ہے تو انھیں بجائے حصول مقصد کی خوشی ہونے کے اُلٹا رنج ہوتا ہے کیوں کہ وہ معشوق کے ہاتھ میں خنجر دیکھ کر رشک کیے بغیر نہیں رہ سکتے۔ وہ مرتے دم تک رشک کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن جب اس قدر ضعف ہو جاتا ہے کہ معشوق کا خیال بھی چھوڑ بیٹھتے ہیں تو رشک کا خیال دور کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ پھر بھی رشک ان سے نہیں چھوٹ سکتا ان کا رشک معمولی رقیبوں کے حلقہ تک ہی محدود نہیں رہتا بلکہ اکثر دفعہ وہ خود اپنے آپ ہی سے رشک کرنے لگے ہیں اور اسی لیے اگرچہ معشوق کے فراق میں مرنے لگتے ہیں‘ لیکن رشک کی خاطر اس کی تمنا نہیں کرنا چاہتے۔ اس محویت میں وہ بعض دفعہ اپنے معشوق کو بھی برا بھلا کہہ جاتے ہیں اور آخر کار ان کا یہ جذبہ اس قدر ترقی کر جاتا ہے کہ وہ خدا سے بھی رشک کرنے لگتے ہیں۔ یہ ہے مرزا غالب کی وہ خاص ذہنیت جس کی طرف ان کے اسی کلام کا بیش تر حصہ جس پر ان کی ساری عظمت کا دارومدار ہے‘ رہبری کرتا ہے۔

سید محی الدین قادری زورؔ

(رسالہ ”نگار“ اگست 1926ء)